(۱۱)

مجلس مشاورت کے بعد کیا کرنا چاہئے

(فرمودہ ۵۔اپریل ۱۹۲۹ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

چند دن ہوئے ہماری جماعت کے مجلس شوریٰ کے اجلاس ہوئے اور تمام جماعتوں کے نمائندوں نے جماعت کی اہم ضروریات پر غور کیا اور ان کے متعلق مشورہ دیا تھا چونکہ اُس وقت زیرِ مشورہ امور کی اہمیت اور کثرت کی وجہ سے کام وقت مقررہ کے اندر نہ ختم ہو سکا تھا۔ اس لئے میں نے دعا پر ہی اس مجلس کو ختم کر دیا تھا اور تقریر نہ کر سکا تھا۔ مگر آج میں چاہتا ہوں کہ خطبہ جمعہ کے ذریعہ قادیان کی جماعت کو بھی اور باہر کی جماعتوں کو بھی اس فرض کی طرف توجہ دلاؤں جو مجلس شوریٰ کے مشوروں کے نتیجہ میں ان پر عائد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ کام کرنے والی مگر سب سے زیادہ کم ذمہ داری کا احساس رکھنے والی انسان کی زبان ہوتی ہے۔ زبان درحقیقت تعلقاتِ باہمی میں سب سے زیادہ حصہ لیتی ہے لیکن اسے ذمہ داری کا احساس بہت کم ہوتا ہے اور دل اور زبان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ارادہ کی قوت کو رکھ کر اپنے بندوں کا بہت بڑا امتحان لیا ہے اگر انسان کے افکار اس کی زبان پر تسلط رکھتے تو شاید دنیا کے بہت سے فسادات دور ہو جاتے لیکن اس کے ساتھ ہی انسان اُن اعلیٰ کمالات تک بھی نہ پہنچ سکتا جن تک خدا تعالیٰ اسے پہنچانا چاہتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے دل اور زبان کے درمیان قوتِ ارادہ کو حائل کر دیا۔ انسان کا فکر کچھ اور کہتا ہے لیکن انسان زبان کے ذریعہ ظاہر کچھ اور کرتا ہے اس کے دل میں اور

خیالات ہوتے ہیں اور زبان کچھ اور کہہ رہی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے زبان کے فیصلوں کا چنداں اعتبار نہیں ہوتا جب تک کہ انسان کے دل میں ان کے متعلق عزم نہ ہو۔ جب تک انسان قلب میں پختہ ارادہ نہ کر چکا ہو اُس وقت تک اس کے زبانی فیصلے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ ہم مجلسِ مشاورت میں جمع ہوئے' بڑے بڑے اہم معاملات پر غور کیا گیا' ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا گیا آخر ہم کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچے لیکن اس طرح نتائج پر دنیا ہمیشہ پہنچا ہی کرتی ہے دنیا کی کونسی قوم ہے جو اپنے مستقبل کے متعلق کسی نہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتی۔ مگر کیا ہر قوم دنیا میں کامیاب بھی ہو جایا کرتی ہے؟ اپنے مستقبل کے متعلق ہر قوم فیصلہ کرتی ہے مگر کامیاب وہی ہوتی ہے جو صحیح فیصلہ کرتی ہے اور پھر اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ بڑے بڑے فیصلوں کا طومار چھوٹی سے چھوٹی جدوجہد کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور زبانی تقریریں عمل کی خفیف سی حرکت کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتیں۔ پس میں اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جن امور پر انہوں نے مجلس مشاورت میں غور کیا اور آئندہ کے لئے اپنا جو پروگرام مقرر کیا جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔

ہماری حالت دُنیا کی قوموں کی حالت سے نرالی ہے اور جس قدر انبیاءؑ آئے ان کی قوموں کی حالت دنیا سے نرالی ہی تھی۔ پھر جو جماعتیں انبیاء سے تعلق رکھتی تھیں ان سے معاملہ بھی نرالہ ہی کیا گیا۔ دنیا کے تمام ملکوں کو دیکھ لو ان کا ایک حد تک آپس میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے سے بُغض اور کینہ ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے حکومتوں کے جتھے ہوتے ہیں۔ جاپان کی اگر چین اور امریکہ سے سخت عداوت ہے تو انگریزوں سے صلح ہے اسی طرح ایک دوسرے کے مقابلہ میں حکومتوں کا جتھہ ہوتا ہے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دشمن کا عِناد روکنے اور اس کے ضرر سے بچنے کے لئے۔ تو مختلف سلطنتوں کے جتھے قائم ہیں۔ بعض کے قلبی تحریکات کا نتیجہ ہیں اور بعض نے تحریری معاہدے کئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان اگر آزادی کی جدوجہد کر رہا ہے تو فرانس کو' روس کو' افغانستان کو' ایران کو اس سے ہمدردی ہے اگر مصر آزادی کے لئے جدوجہد کر رہا ہے تو ایران کو' ہندوستان کو اور افغانستان کو اس سے ہمدردی ہے۔ غرض تمام ممالک کا کوئی نہ کوئی ہمدرد موجود ہے۔ مگر انبیاءؑ کی جماعتیں جس کام کے لئے کھڑی ہوتی ہیں اس میں وہ اکیلی ہوتی ہیں اور باقی ساری دنیا ان کی دشمن ہوتی ہے۔ باقی سب ان کے بیری

ہوتے ہیں اور سب ہی ان کی جان کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ اکیلا ہے اور وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہے اسی طرح اس کی کھڑی کی ہوئی جماعتیں بھی اکیلی ہوتی ہیں کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ انہیں لوگوں کے سہارے ترقی دے۔ وہ دنیا کی ہر طاقت کو ان کے مقابلہ میں کھڑا کرتا ہے ہر طرف سے ان کے لئے فتنے پیدا کرتا ہے اور ساری دنیا کو ان کے خلاف کھڑا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرف اپنے ایک شعر میں اشارہ فرمایا ہے جس سے کئی لوگوں نے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا ہے آپ نے فرمایا۔

کربلائیست سیر ہر آنم　　صد حسین است در گریبانم

مطلب یہ کہ حضرت امام حسینؓ کے مقابلہ میں تو ایک ہی یزید کھڑا ہوا تھا مگر میرے مقابلہ میں ساری دنیا کھڑی ہے۔ حضرت امام حسینؓ یزید کے زہر کے ازالہ کے لئے کھڑے ہوئے اور صداقت کی تائید کرتے ہوئے مارے گئے اس طرح کربلا کا دردناک واقعہ ختم ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں میں تو ہر منٹ کربلا میں سے گذرتا ہوں جو گھڑی مجھ پر آتی ہے اپنے ساتھ نئے فتنے لے کر آتی ہے اور جو ساعت آتی ہے نئی مخالفت لے کر آتی ہے۔ ''صد حسین است در گریبانم'' کیا میری گریبان میں سَو حسین بیٹھا ہے کہ ایک کو مار کر جب مخالفین کی تسلی نہیں ہوتی تو ایک نیا حملہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت نہ تھی۔ ہر مأمور اور نبی جو دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کا یہی حال ہوتا ہے کہ۔

کربلائیست سیر ہر آنم　　صد حسین است در گریبانم

اور پھر یہی انبیاء کی جماعتوں کا شروع شروع میں حال ہوتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو اس امر پر یقین رکھنا چاہئے کہ ہم نہ صرف کمزور ہیں، ہماری جماعت نہ صرف تعداد میں بہت قلیل ہے، مال کے لحاظ سے بہت غریب ہے، بلکہ ساری دنیا ہماری مخالف ہے۔ بہت سے لوگ غلطی سے خیال کر لیتے ہیں کہ جب ہم لوگوں کے خیر خواہ ہیں تو لوگ ہمارے بدخواہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ میں ایسے غلطی خوردہ لوگوں سے کہوں گا وہ محمد ﷺ سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے مگر دنیا ان کی بھی دشمن تھی۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ خدا سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ نبی بھی نہیں ہوتے مگر لوگ خدا کے بھی خلاف ہوتے ہیں۔ غرض تمہاری

خیر خواہی کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا بھی تم سے اپنی دشمنی چھوڑ دے۔ تم ایک طرف دنیا کی مخالفت کو مدنظر رکھو اور دوسری طرف اپنے کام کی اہمیت کو دیکھو پھر کامیابی کے لئے حقیقی جدوجہد کرو۔ مگر میں دیکھتا ہوں بہت ہیں جو اِس مجلس مشاورت میں آتے ہیں' اہم امور کے متعلق مشورہ دیتے ہیں' ان کی زبانیں قینچی کی طرح چلتی ہیں' ان کے الفاظ بارش کے قطروں کی طرح برستے ہیں لیکن ان کی تقریریں ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتیں۔ وہ خود بھی اُس وقت لطف اُٹھا رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اس پر یقین رکھتے ہیں مگر گھر جا کر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ سارا سال اِن پر غفلت کی موت طاری رہتی ہے پھر جب مجلس مشاورت کا وقت آتا ہے تو ان کے دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے ان کا خون جوش مارنے لگتا ہے ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مجلس کے نمائندے منتخب کئے جائیں وہ نمائندے منتخب ہو کر مجلس میں آ بیٹھتے ہیں۔ پھر جو باتیں کرتے ہیں ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری زندگی اور سارا جوش ان کے جسموں میں بھرا ہوا ہے مگر پھر جب مجلس سے جاتے ہیں تو ایسی موت جو حواس کو باطل کر دیتی ہے ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ نہ اپنی ذات کے لئے کارآمد اور مفید ہو سکتے ہیں نہ اپنی جماعت کے لئے' نہ اپنے دین کے لئے اور نہ اپنے ملک کے لئے۔ کارآمد اور مفید انسان وہی ہوتا ہے کہ جو بات کہتا ہے اسے پورا کر کے دکھا دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کام وہی انسان کر سکتا ہے جو اپنے مقصد اور مدعا کو حاصل کرنے کے لئے رات کی تاریکیوں میں بے چین رہتا ہے اور دن کی مجلسوں میں بیتاب ہوتا ہے۔ جس شخص پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی' جو اپنے وعدے' اپنے اقرار' اپنے فیصلہ اور اپنے مشورہ پر اِس رنگ میں توجہ نہیں کرتا وہ ایک ایسا بوجھ ہے جو دوسروں کو بھی نیچے دبائے رکھتا ہے نہ کہ ایسا ہاتھ ہے جو قوم کی مدد کرتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے' اپنے نفوس اور اپنے خاندان کی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے' اپنی انسانیت اور شرافت کی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے ان امور کو پورا کرنے کی کوشش کریں جن کے متعلق مجلس مشاورت میں ان سے مشورہ لیا گیا اور اس مقصدِ وحید کے لئے زیادہ کوشش کریں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں کھڑا کیا ہے۔ جن باتوں کے متعلق مشورہ لیا گیا ہے وہ ایسے ہی امور ہیں جو اس مقصد کے حصول کے لئے بطور اسباب اور ذرائع کے ہیں اور بغیر اسباب اور ذرائع کے کسی کام میں کامیابی نہیں ہو

سکتی۔ دیکھو بجٹ میں بڑی بڑی رقوم درج کر دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا جب تک وہ رقوم اپنی اصل شکل نہ اختیار کر لیں۔ پھر وہ بھی فائدہ نہیں دے سکتیں جب تک انہیں اس محل پر خرچ نہ کیا جائے جس سے کامیابی وابستہ ہے۔ دنیا میں بے شمار لوگ ایسے ہیں کہ ان میں سے اکیلے اکیلے کے پاس ہماری ساری جماعت سے بڑھ کر دولت ہے مگر وہ کچھ نہیں کرتے۔ آج مر جاتے ہیں تو دوسرے دن کوئی ان کا نام لینے والا بھی نہیں ہوتا۔ پس خالی بجٹ کام نہیں آ سکتا نہ روپیہ جمع کر لینا کوئی فائدہ دے سکتا ہے بلکہ صحیح طور پر اس روپیہ کو خرچ کرنا' اپنے ارادوں کو اپنی زبان کے اقراروں سے ملا دینا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کے آگے گرنا اور اس سے مدد چاہنا کامیاب بنا سکتا ہے۔

پس چاہئے کہ ہماری جماعت کے لوگ پورے اخلاص اور جوش کے ساتھ اس بجٹ کو پورا کرنے کی کوشش کریں جسے ان کے نمائندوں نے مجلس مشاورت میں تسلیم کیا ہے اور دوسرے امور کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کے متعلق مشورہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہماری مدد کرے۔ ہماری غلطیوں کی پردہ پوشی کرے اور ہم پر اپنے فضل نازل کرے۔ آمین

(الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۲۹ء)